OPEN ACCESS
Al-Nasr
ISSN (Online): 2958-9398
ISSN (Print): 2959-1015
https://alnasrjournal.com

تفسیر ابن کثیر میں مروی سائنسی نوعیت کی روایات
Scientific traditions narrated in Tafsir Ibn Kathir

Muhammad Hasnain Raza
Research Associate SUNO News Pakistan.

Masood Ul Hasan
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, GC University, Lahore.

Abstract

This study explores the scientific themes found in the first Juz of *Tafsir Ibn Kathir*, highlighting how Qur'ānic verses reflect both spiritual guidance and references to natural phenomena. The introduction explains the Qur'ān's comprehensive nature, covering spiritual, moral, social, and cosmological subjects, and emphasizes that its scientific allusions reveal its timeless miraculous character. The analysis focuses on selected verses from Surah al-Fātiḥah and Surah al-Baqarah, particularly those addressing prayer, human physiology, natural elements like sulfur stones, and the creation of the heavens and the earth. By comparing Ibn Kathir's classical interpretations with contemporary scientific findings, the study demonstrates how early exegetes understood cosmological concepts within the framework of their time, and how certain Qur'ānic themes align with modern scientific discoveries. It also distinguishes authentic interpretations from weak or Israelite-influenced narrations. Ultimately, this work aims to show that the Qur'ān provides universal guidance for every era and that its exegetical tradition forms a meaningful bridge between Islamic scholarship and scientific inquiry.

CC BY

Keywords: Qur'ānic Studies, Tafsir Ibn Kathir, Scientific Interpretations, Cosmology in the Qur'ān, Sulfur Stones, Human Physiology

تمہیدی کلمات

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کا وہ معجز کلام ہے جو نہ صرف روحانی ہدایت کا ذریعہ ہے بلکہ دنیاوی حقائق اور کائناتی نظام کی وضاحت بھی کرتا ہے۔ یہ کتاب ہر دور میں انسانیت کے لیے رہنمائی کا ذریعہ رہی ہے اور اس کے مضامین کا احاطہ اتنا وسیع ہے کہ وہ روحانی، اخلاقی، سماجی، اور سائنسی مسائل کو بھی محیط ہے۔ قرآن کی یہ خصوصیت اس کے اعجازِ علمی کو ظاہر کرتی ہے، جس نے مفسرین کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ قرآن کے مضامین کو مختلف زاویوں سے بیان کریں۔

تفسیر ابن کثیر اسلامی علوم میں ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہے، جسے امام عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ نے قرآن مجید کے معانی و مطالب کو احادیث، آثارِ صحابہ، اور تاریخی شواہد کی روشنی میں واضح کرنے کے لیے تحریر کیا۔ اس تفسیر میں نہ صرف دینی پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے بلکہ بعض مقامات پر کائناتی حقائق اور قدرت کے مظاہر پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، جو عصرِ حاضر میں سائنسی نوعیت کے موضوعات سے مماثلت رکھتے ہیں۔

پہلا پارہ، جو سورہ الفاتحہ اور سورہ البقرہ کی 141 آیات پر مشتمل ہے، قرآن مجید کے جامع پیغام کا تعارف ہے۔ سورہ الفاتحہ ہدایت کی طلب اور اللہ تعالیٰ کے ربوبیت، رحمت، اور عدالت کے بیان پر مشتمل ہے، جبکہ سورہ البقرہ کی ابتدائی آیات ایمان، ہدایت، اور کائناتی حقائق کو موضوع بناتی ہیں۔ ان آیات کی تفسیر میں امام ابن کثیر نے بعض ایسی روایات نقل کی ہیں جو عصرِ حاضر کے سائنسی انکشافات کے ساتھ ہم آہنگ معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً کائنات کی تخلیق، زمین و آسمان کا نظام، پانی کی اہمیت، نباتات کی پیدائش، اور انسانی تخلیق کے مراحل جیسی موضوعات پر ان آیات کا تفسیری مطالعہ سائنسی حقائق کی تفہیم میں مدد فراہم کرتا ہے۔

یہ اسائنمنٹ تفسیر ابن کثیر میں پہلے پارے کی ان آیات پر مرکوز ہے جو سائنسی پہلوؤں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس مطالعے کا مقصد یہ ہے کہ قرآن کی آفاقیت اور اس کے مضامین کی ہمہ گیری کو واضح کیا جائے، اور یہ دکھایا جائے کہ قرآن نے صدیوں پہلے ان حقائق کی طرف اشارہ کیا جنہیں آج جدید سائنس دریافت کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کیا جائے گا کہ مفسرین، خصوصاً امام ابن کثیر رحمہ اللہ، نے ان موضوعات کو کس انداز میں بیان کیا اور کس طرح یہ اسلامی علوم اور سائنسی تحقیق کے درمیان پل کا کردار ادا کرتے ہیں۔

یہ مطالعہ صرف قرآنی آیات اور سائنسی حقائق کے درمیان مماثلت کو ظاہر کرنے کی کوشش نہیں ہے، بلکہ یہ اسلامی تفاسیر کے علمی خزانے کی عظمت کو بھی اجاگر کرنے کی ایک کوشش ہے۔ یہ اسائنمنٹ قارئین کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرے گی کہ قرآن مجید، اپنی تفسیر کے ذریعے، ہر دور کے انسان کے لیے ایک مکمل رہنمائی کا ذریعہ ہے۔

نماز کا مفہوم

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ[1] (سورۃ البقرۃ:3)

وہ لوگ جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے اور اس میں سے، جو ہم نے انھیں دیا ہے، خرچ کرتے ہیں۔

تفسیر ابن کثیر کی عبارت:

بعض نے کہا ہے کہ جو دو رگیں پیٹھ سے لے کر ریڑھ کی ہڈی کی دونوں طرف آتی ہیں انہیں عربی میں "صلوین" کہتے ہیں چونکہ نماز میں یہ ہلتی ہیں اس لیے اسے "صلوٰۃ" کہا گیا ہے۔ لیکن یہ قول ٹھیک نہیں بعض نے کہا یہ ماخوذ ہے "صلی" سے، جس کے معنی ہیں جھک جانا اور لازم ہو جانا۔[2]

سائنسی تحقیق:

انسانی جسم کی ساخت میں ریڑھ کی ہڈی کے دونوں طرف کوئی مخصوص "رگیں" نہیں ہوتیں جو براہِ راست اس طرح بیان کی جائیں، تاہم وہاں پٹھوں (muscles) اور اعصاب (nerves) کا ایک پیچیدہ نظام ضرور ہوتا ہے۔

پٹھے (Muscles)

ریڑھ کی ہڈی کے دونوں جانب لمبے پٹھے ہوتے ہیں، جیسے erector spinae muscles، جو ریڑھ کی ہڈی کو سہارا دیتے ہیں اور جسم کو سیدھا رکھنے میں مدد دیتے ہیں۔ یہ پٹھے جسمانی حرکت اور طاقت کے لیے اہم ہیں۔[3]

اعصاب (Nerves)

ریڑھ کی ہڈی سے اعصاب نکلتے ہیں، جو جسم کے مختلف حصوں تک پیغام پہنچاتے ہیں۔ یہ اعصاب ریڑھ کی ہڈی کے دونوں طرف سے نکل کر پورے جسم میں پھیل جاتے ہیں، اور جسم کے مختلف حصوں کے ساتھ جڑ کر احساسات اور حرکت کو کنٹرول کرتے ہیں۔[4]

عربی اصطلاح "صلوین"

عربی اصطلاح "صلوین" پٹھوں یا جسم کے اس حصے کو بیان کرتی ہے جو کمر کے نچلے حصے میں، ریڑھ کی ہڈی کے دونوں طرف ہوتا ہے۔ اس سے مراد وہ ساخت ہے جو پیٹھ کو مضبوطی فراہم کرتی ہے اور کمر کو سہارا دیتی ہے، لیکن اس سے رگوں کا براہ راست تعلق بیان نہیں ہوتا۔

لہٰذا، "رگیں" سے زیادہ موزوں لفظ "پٹھے" اور "اعصاب" ہوں گے جو ریڑھ کی ہڈی کے دونوں طرف موجود ہوتے ہیں۔

رگ، اعصاب اور پٹھے میں فرق

1. رگ (Vein)

رگ کے لیے عربی لفظ: وَرِید (Wārid) استعمال ہوتا ہے جس کی جمع: أَوْرِدَة (Awārid) یہ لفظ خون کی نالیوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جو خون کو دل کی طرف واپس لے جاتی ہیں۔[5]

2. اعصاب (Nerves)

عَصَب (Aṣab) جس کی جمع: أَعْصَاب (A'ṣāb) آتی ہے یہ لفظ جسم کے اعصابی نظام کے حصے کو بیان کرتا ہے جو پیغامات کو دماغ اور جسم کے دیگر حصوں کے درمیان منتقل کرتے ہیں۔[6]

3. پٹھے (Muscles)

پٹھے کے لیے عربی لفظ: عَضَلَة (Aḍala) استعمال ہوتا ہے جس کی جمع: عَضَلَات (Aḍalāt) یہ لفظ جسم کے ان حصوں کو بیان کرتا ہے جو حرکت اور طاقت فراہم کرتے ہیں۔[7]

پتھروں کو آگ

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ[8]

تو اس آگ سے بچ جاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

تفسیر ابن کثیر کی عبارت

وقود کے معنی ایندھن کے ہیں جس سے آگ جلائی جائے۔ جیسے چیپٹیاں لکڑیاں وغیرہ قرآن کریم میں ایک جگہ ہے آیت «وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا[9] ظالم لوگ جہنم کی لکڑیاں ہیں اور جگہ فرمایا تم اور تمہارے معبود جو اللہ کے سوا ہیں جہنم کی لکڑیاں ہیں تم سب اس میں وارد ہو گے اگر وہ سچے معبود ہوتے تو وہاں وارد نہ ہوتے دراصل یہ سب کے سب اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور حجارہ کہتے ہیں پتھر کو یہاں مراد گندھک کے سخت سیاہ اور بڑے بڑے اور بدبودار پتھر ہیں جن کی آگ بہت تیز ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔ (آمین) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ان پتھروں کو زمین و آسمان کی پیدائش کے ساتھ ہی آسمان اول پر پیدا کیا گیا ہے۔(ابن جریر ابن ابی حاتم متدرک حاکم) سیدنا ابن عباس، سیدنا ابن مسعود اور چند اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے سدی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ جہنم میں یہ سیاہ گندھک کے پتھر بھی ہیں جن کی سخت آگ سے کافروں کو عذاب کیا جائے گا۔[10]

سائنسی تحقیق:

گندھک کے سخت، سیاہ، بڑے، اور بدبودار پتھر تاریخی اور صنعتی لحاظ سے مختلف مقاصد کے لیے استعمال ہوتے رہے ہیں۔ یہاں چند اہم استعمالات کی تفصیل ہے:

صنعتی اور کیمیائی استعمال

جدید دور میں، گندھک کا استعمال صنعتی کیمیکلز کی تیاری، سلفر ایسڈ، بیٹریوں، اور دیگر کیمیائی مصنوعات میں ہوتا ہے۔ گندھک کی حرارت پیدا کرنے والی خاصیت کی بنا پر، اسے خاص طور پر کیمیائی ردعمل میں استعمال کیا جاتا ہے۔

آتشبازی اور دھماکہ خیز مواد

گندھک کو بارود اور دیگر دھماکہ خیز مواد میں بھی استعمال کیا جاتا ہے، کیونکہ یہ جلنے کے عمل میں تیزی پیدا کرتا ہے۔ آتشبازی اور آتش گیر مواد کی تیاری میں گندھک بنیادی عنصر کے طور پر کام آتا ہے۔

طبی اور روایتی علاج

ماضی میں، گندھک کے بعض مرکبات کو جلدی امراض کے علاج کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ سلفر مرہم اور صابن بنائے جاتے تھے، جو جلد کے انفیکشن کو دور کرنے کے لیے مؤثر سمجھے جاتے ہیں۔

یہ پتھر اور اس کے مرکبات اپنی حرارتی اور کیمیائی خصوصیات کی بنا پر قدیم دور سے جدید صنعتی دور تک مختلف انداز میں کارآمد ثابت ہوتے رہے ہیں۔

تفسیر ابن کثیر میں "وقود" کا مطلب ایندھن ہے، جیسے چیپٹیاں لکڑیاں، اور قرآن کی ایک آیت میں ظالموں کو جہنم کی لکڑیاں قرار دیا گیا ہے۔ اس میں گندھک کے سخت، سیاہ، بدبودار پتھروں کا ذکر ہے جن کی آگ بہت تیز ہوتی ہے اور جو جہنم میں عذاب دینے کے لیے استعمال ہوں گے۔ سیدنا ابن مسعود اور ابن عباس نے ان پتھروں کو آسمان پر پیدا ہونے والے گندھک کے پتھروں سے تعبیر کیا ہے، جو کافروں کو عذاب دینے کے لیے استعمال ہوں گے۔ سائنسی تحقیق کے مطابق، گندھک کے سخت اور بدبودار پتھر تاریخی طور پر صنعتی کیمیکلز،

سلفر ایسڈ، آتشبازی، دھماکہ خیز مواد، اور جلدی امراض کے علاج میں استعمال ہوتے ہیں، اور ان کی حرارتی و کیمیائی خصوصیات قدیم سے جدید دور تک مختلف طریقوں سے کارآمد رہی ہیں۔

زمین و آسمان کی تخلیق

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (11)

وہی ہے جس نے زمین میں جو کچھ ہے سب تمہارے لیے پیدا کیا، پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا، پس انھیں درست کر کے سات آسمان بنادیا اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

تفسیر ابن کثیر کی روایت:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہی معنی بیان فرمائے ہیں یعنی پہلے زمین کی درستی وغیرہ یہ بعد کی چیز ہے۔ سیدنا ابن مسعود، سیدنا ابن عباس اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا اور کسی چیز کو پیدا نہیں کیا تھا جب اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو پانی سے دھواں بلند کیا وہ اونچا چڑھا اور اس سے آسمان بنائے پھر پانی خشک ہو گیا اور اس کی زمین بنائی پھر اس کو الگ الگ کر کے سات زمینیں بنائیں اتوار اور پیر کے دو دن میں یہ ساتوں زمینیں بن گئیں۔ زمین مچھلی پر ہے اور مچھلی وہ ہے جس کا ذکر قرآن مجید کی اس آیت میں ہے آیت (ن والقلم) مچھلی پانی میں ہے اور پانی صفاۃ پر ہے اور صفاۃ فرشتے پر اور فرشتے پتھر پر زمین کانپنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو گاڑ دیا اور وہ ٹھہر گئی۔ (12)

تجزیہ:

یہ ایسا تصور ہے جو سائنسی طور پر ثابت نہیں ہوا ہے۔ یہ ایک طرح کی کائنات کے بارے میں ایک قدیم تصور ہے جو مختلف ثقافتوں میں پایا جاتا ہے۔

آیئے اس کو سائنسی نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں:

- **زمین مچھلی پر ہے:** زمین ایک سیارہ ہے جو سورج کے گرد گھومتی ہے۔ اس کی کوئی مچھلی پر سوار ہونے کی بات نہیں ہے۔ زمین کی ساخت کے بارے میں سائنس دانوں کو کافی معلومات حاصل ہیں۔
- **مچھلی پانی میں ہے:** یہ بات بالکل درست ہے۔ مچھلیاں پانی میں رہنے والے جانور ہیں۔
- **پانی صفاۃ پر ہے:** صفاۃ کا یہاں کیا مطلب ہے اس کی واضح وضاحت نہیں ملتی۔ اگر اس سے زمین کی سطح مراد ہے تو پھر یہ بات بھی درست ہے کہ پانی زمین کی سطح پر موجود ہے۔
- **صفاۃ فرشتے پر:** فرشتے ایک مذہبی تصور ہیں۔ سائنس فرشتوں کے وجود یا عدم وجود کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔
- **فرشتے پتھر پر:** یہ بھی ایک مذہبی تصور ہے جس کا سائنس سے کوئی تعلق نہیں۔
- **زمین کانپنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو گاڑ دیا:** زمین کانپنا ایک قدرتی عمل ہے جسے زلزلہ کہتے ہیں۔ سائنس دان زلزلے کی وجوہات کو بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ یہ زمین کی تہوں میں ہونے والی حرکتوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔

ایسی روایات کی حقیقت:

ایسی روایات کے چار پہلو ہیں:

1. ایک تو وہ ایڈیشن ہے جو دشمنان دین یہود وفارس کے زندیق لوگوں نے دین کو ملیامیٹ کرنے کی غرض سے کی، جنگ وقوت اور دلیل واستدلال کے میدان میں جب انکی پیش نا گئی تو انہوں نے مکر وفریب اور تلبیس کے حربے اختیار کر لئے۔

2. دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہ روایات اسرائیلیات سے بھری پڑی ہیں جنمیں سے بعض تو ایسی خرافات ہیں جن کے بطلان پر دلیل موجود ہے اور بعض ایسی ظنی وتخمینی بنیاد کی حامل ہیں جن کو عقائد کے باب میں قبول کرنا ہی جائز نہیں۔(13)

تفسیر ابن کثیر کی روایت:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا مٹی کو اللہ تعالیٰ نے ہفتہ والے دن پیدا کیا، پہاڑوں کو اتوار کے دن، درختوں کو پیر کے دن، برائیوں کو منگل کے دن نور کو، بدھ کے دن، جانوروں کو جمعرات کے دن، آدم کو جمعہ کے دن اور عصر کے بعد جمعہ کی آخری ساعت میں عصر کے بعد سے رات تک۔(14)

تجزیہ:

سائنس وقت کو ایک مسلسل اور لکیری عمل کے طور پر دیکھتی ہے، جبکہ مذہبی روایات میں وقت کو مختلف مراحل میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ سائنس اس بات پر یقین نہیں رکھتی کہ کائنات کی تشکیل کسی مخصوص دن یا وقت میں ہوئی ہو۔ سائنسدانوں کے مطابق کائنات کی عمر تقریباً 13.8 ارب سال ہے اور یہ مسلسل بدل رہی ہے۔ یہاں یہ پہلو بھی مد نظر رہے کہ قرآن کریم میں جو لفظ یوم ہے اس کے لیے کوئی مخصوص وقت یا دورانیہ نہیں کیونکہ سورۃ حج کی آیت میں بالکل واضح ہے کہ یوم کا دورانیہ ہزار ہا سال بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ رب العالمین عزوجل کا فرمان ہے:

وَيَوْمٍ عِندَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ(15)

اور تیرے رب کے نزدیک ایک دن تمہارے حساب سے ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔

زمین بچھانے کا آغاز مکہ سے ہوا

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً(16)

اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں

تفسیر ابن کثیر کی روایت:

ابن ابی حاتم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مکہ سے زمین پھیلائی اور بچھائی گئی تو بیت اللہ شریف کا طواف سب سے پہلے فرشتوں نے کیا اور زمین میں خلیفہ بنانے سے مراد مکہ میں خلیفہ بنانا ہے۔(17)

سائنسی نظریہ:

سائنسدانوں کے مطابق کائنات کی عمر تقریباً 13.8 ارب سال ہے اور زمین کی تشکیل کئی ارب سال پہلے ہوئی تھی۔ اس لیے اس بات کا کوئی سائنسی ثبوت نہیں ہے کہ بیت اللہ شریف زمین پر بننے والی پہلی عبادت گاہ تھی۔

تجزیہ:

سائنس کے مطابق زمین کا مرکز ایک بہت گرم اور دباؤ والا کور ہے۔ یہ کسی خاص جغرافیائی مقام سے وابستہ نہیں ہے۔اس سے مراد زمین کی آبادکاری بھی ہو سکتا ہے۔

پتھروں سے چشموں اور نہروں کا اجراء

وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ (18)

پتھروں میں تو کچھ وہ ہیں جن سے ندیاں بہہ نکلتی ہیں اور کچھ وہ ہیں کہ جب پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے

یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ پتھروں سے پانی کے بہاؤ کا تعلق نہ صرف اللہ کی قدرت سے ہے بلکہ یہ فطری نظام کا بھی ایک حصہ ہے۔اس حوالے سے سائنسی تحقیق کی روشنی میں کچھ اہم پہلو درج ذیل ہیں:

1. زیر زمین پانی اور پتھر:

زمین کی تہوں میں موجود چٹانیں (rocks) اور ان کے اندر موجود مسام (pores) پانی کو ذخیرہ کرتے ہیں۔ یہ پانی بارش کے ذریعے زمین میں جذب ہو کر زیر زمین جمع ہوتا ہے، جسے بعد میں چشمے، نہریں اور دیگر قدرتی ذرائع سے باہر نکلتے دیکھا جا سکتا ہے۔

2. چٹانوں کا پھٹنا:

چٹانیں مختلف وجوہات کی بنا پر پھٹ سکتی ہیں، جیسے:

- **دباؤ اور درجہ حرارت کی تبدیلی:** زمین کی اندرونی تہوں میں دباؤ اور گرمی کی وجہ سے چٹانیں ٹوٹ جاتی ہیں، جس سے پانی باہر آ سکتا ہے۔
- **ارتقاء کی حرکتیں:** زلزلے اور دیگر ارضیاتی حرکات سے بھی چٹانوں میں دراڑیں پیدا ہو سکتی ہیں۔
- **برف کا پگھلنا:** بعض اوقات برف چٹانوں کی درزوں میں جم کر دباؤ پیدا کرتی ہے اور پگھلنے پر پانی کے بہاؤ کا ذریعہ بنتی ہے۔

3. قدرتی چشمے:

چٹانوں کے اندر موجود پانی، جنہیں **aquifers** کہا جاتا ہے، دباؤ کی وجہ سے زمین کی سطح پر آتا ہے۔ یہ عمل **آرٹیزین ویلز** یا قدرتی چشموں کے ذریعے دیکھا جا سکتا ہے، جہاں پانی چٹانوں کے بیچ سے بہہ کر نکلتا ہے۔

4. سائنسی مشاہدات:

سائنس نے دریافت کیا ہے کہ چٹانوں میں موجود معدنیات اور ان کی ساخت پانی کے بہاؤ کو متاثر کرتی ہے۔ مثلاً:

- **چونا پتھر (Limestone):** چونے کے پتھر میں پانی تحلیل ہو کر زیر زمین بہاؤ کو ممکن بناتا ہے۔
- **گرینائٹ یا سخت چٹانیں:** ان کے اندر موجود چھوٹے سوراخ اور درزیں پانی کو باہر نکلنے کا راستہ دیتی ہیں۔

سمندر کا دو حصے ہو کر اُس میں سے لوگوں کا گزرنا

وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنٰكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (19)

اور (یاد کرو) جب ہم نے تمہارے لئے دریا کو پھاڑ دیا تو ہم نے تمہیں بچا لیا اور فرعونیوں کو تمہاری آنکھوں کے سامنے غرق کر دیا۔

تفسیر ابن کثیر کی عبارت:

فرعون چھ لاکھ قبطیوں کا لشکر لے کر بنی اسرائیل کی ہلاکت کے لیے بڑے کروفر سے نکلا اور دریا کے کنارے انہیں پالیا۔ اب بنی اسرائیل پر دنیا تنگ آ گئی پیچھے ہٹیں تو فرعونیوں کی تلواروں کی بھینٹ چڑھیں آگے بڑھیں تو مچھلیوں کا لقمہ بنیں۔ اس وقت یوشع بن نون نے کہا کہ اے اللہ کے نبی اب کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا حکم الٰہی ہمارا راہنما ہے، یہ سنتے ہی انہوں نے اپنا گھوڑا پانی میں ڈال دیا لیکن گہرے پانی میں جب غوطے کھانے لگا تو پھر کنارے کی طرف لوٹ آئے اور پوچھا اے موسیٰ علیہ السلام رب کی مدد کہاں ہے؟ ہم نہ آپ علیہ السلام کو جھوٹا جانتے ہیں نہ رب جلیل کو تین مرتبہ ایسا ہی کہا۔ اب موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی آئی کہ اپنا عصا دریا پر مارو عصا مارتے ہی پانی نے راستہ دے دیا اور پہاڑوں کہ طرح کھڑا ہو گیا۔[20] موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ماننے والے ان راستوں سے گزر گئے انہیں اس طرح پار اترتے دیکھ کر فرعون اور فرعونی افواج نے بھی اپنے گھوڑے اسی راستہ پر ڈال دیئے۔ جب تمام کے تمام میں داخل ہو گئے پانی کو مل جانے کا حکم ہوا پانی کے ملتے ہی تمام کے تمام ڈوب مرے بنی اسرائیل نے قدرت الٰہی کا یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے کنارے پر کھڑے ہو کر دیکھا جس سے وہ بہت ہی خوش ہوئے اپنی آزادی اور فرعون کی بربادی ان کے لیے خوشی کا سبب بنی۔[21]

سائنسی تحقیق:

اس معجزے کو سمجھنے کے لیے ماضی اور حال کے محققین نے مختلف تحقیقات پیش کی ہیں:

1. قدرتی اسباب کا امکان:

کچھ ماہرین نے یہ تجویز دی ہے کہ سمندر کے دو حصوں میں تقسیم ہونے کی وجہ ممکنہ طور پر قدرتی عوامل ہو سکتے ہیں، جیسے:

(i) سمندری ہوائیں:

- ماہرین کا کہنا ہے کہ **بھرپور اور طوفانی مشرقی ہوائیں** (**strong eastern winds**) بعض اوقات پانی کو پیچھے دھکیل سکتی ہیں۔
- 2010 میں نیشنل سینٹر فار ایٹموسفیرک ریسرچ کے سائنسدانوں نے کمپیوٹر ماڈلز کے ذریعے یہ تجویز دی کہ شدید ہوائیں پانی کو ایک خاص جگہ سے ہٹا سکتی ہیں، جس سے زمین ظاہر ہو سکتی ہے۔[22]

(ii) زلزلہ یا زمینی حرکات:

- کچھ محققین کے مطابق، زمین کی حرکات اور زلزلے پانی کی سطح کو بدل سکتے ہیں۔
- ان واقعات کے دوران، سمندری پانی کی سطح نیچے جا سکتی ہے اور کچھ وقت کے لیے زمین ظاہر ہو سکتی ہے۔

2. قرآنی معجزے کی حقانیت:

- **معجزہ یا قدرتی نظام؟** قرآن کے مطابق، یہ واقعہ اللہ کی قدرت کا ایک معجزہ تھا، جسے انسانی فہم یا سائنسی اصولوں کے ذریعے مکمل طور پر بیان کرنا ممکن نہیں۔
- **حضرت موسیٰ کا عصا** ایک اہم عنصر تھا، جسے اللہ کے حکم سے پانی کو راستہ دینے کا ذریعہ بنایا گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ محض قدرتی عوامل کا عمل نہیں بلکہ اللہ کی مداخلت تھی۔

3. ریڈ سی کے مقام کی تحقیق:

- کئی آثار قدیمہ کے ماہرین نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ بنی اسرائیل نے کس مقام پر سمندر کو عبور کیا تھا۔
- کچھ محققین مصر کے شمال مشرقی حصے میں سوئز نہر کے قریب مقام کو ممکنہ عبوری نقطہ سمجھتے ہیں۔

- آثار قدیمہ کے ماہرین نے پانی کے اندر قدیم گھوڑوں کی باقیات اور جنگی گاڑیوں کے ٹکڑوں کے شواہد تلاش کرنے کی کوشش کی، جو فرعونی فوج کی موجودگی کو ثابت کر سکیں۔

4. پانی کا دوبارہ ملنا اور فرعونیوں کا غرق ہونا:

- قرآن کے مطابق، جب فرعون اور اس کی فوج پانی کے درمیان میں پہنچے، تو اللہ کے حکم سے پانی واپس اپنی جگہ پر آ گیا، جس سے وہ تمام کے تمام ڈوب گئے۔
- ماہرین کا ماننا ہے کہ اگر پانی کسی قدرتی وجہ سے ہٹا تھا تو وہی ہوائیں یا زمینی تبدیلیاں دوبارہ پانی کو اس کی جگہ پر واپس لانے کا سبب بنی ہوں گی۔[23]

5. فرعون کی لاش کا دریافت ہونا:

- قرآن کے مطابق، فرعون کی لاش کو عبرت کے لیے محفوظ کر لیا گیا: **"آج ہم تیرے بدن کو بچا لیں گے تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لیے نشانی بن جائے۔"**[24]
- 1898 میں ایک ممی دریافت ہوئی، جسے ماہرین رمسیس دوم یا اس کے بیٹے مرنفتاح سے منسوب کرتے ہیں۔ اس کی حالت اور نمک کی موجودگی اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ موت پانی میں ڈوبنے سے ہوئی۔

خلاصہ:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے کو معجزہ ماننا ایمان کا تقاضا ہے، اور سائنسی تحقیق بعض ممکنہ اسباب فراہم کرتی ہے۔ یہ واقعہ اللہ کی قدرت اور اس کے منصوبے کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے، چاہے ہم اسے مکمل طور پر سمجھ سکیں یا نہ۔

صورتیں مسخ کر کے بندر بنانے والا واقعہ

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ[25]

اور یقیناً تمہیں معلوم ہیں وہ لوگ جنہوں نے تم میں سے ہفتہ کے دن میں سرکشی کی۔ تو ہم نے ان سے کہا کہ دھتکارے ہوئے بندر بن جاؤ۔

تفسیر ابن کثیر کی روایات:

حضرت مجاہد فرماتے ہیں صورتیں نہیں بدلی تھیں بلکہ دل مسخ ہو گئے تھے یہ صرف بطور مثال کے ہے، جیسے « كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا » عمل نہ کرنے والے علماء کو گدھوں سے مثال دی ہے، لیکن یہ قول غریب ہے اور عبارت قرآن کے ظاہر الفاظ کے بھی خلاف ہے اس آیت پر پھر سورۃ الاعراف کی آیت وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ اور آیت « وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ » پر نظر ڈالو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جوان لوگ بندر بن گئے اور بوڑھے سور بنا دیئے گئے۔ [تفسیر ابن ابی حاتم:1/210] حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ تمام مرد اور عورت دم والے بندر بنا دیئے گئے۔ [تفسیر ابن ابی حاتم:1/209] آسمانی آواز آئی کہ تم سب بندر بن جاؤ چنانچہ سب کے سب بندر بن گئے جو لوگ انہیں اس مکروہ حیلہ سے روکتے تھے وہ اب آئے اور کہنے لگے دیکھو ہم پہلے سے تمہیں منع کرتے تھے؟ تو وہ سر ہلاتے تھے یعنی ہاں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں تھوڑی مدت میں وہ سب ہلاک ہو گئے ان کی نسل نہیں ہوئی۔[26]

سائنسی تحقیق اور ممکنہ وضاحت:

یہ واقعہ ایک معجزہ ہے اور اسے سائنسی اصولوں کے تحت مکمل طور پر نہیں سمجھا جا سکتا۔ تاہم، سائنس کی روشنی میں چند امکانات اور پہلو درج ذیل ہیں:

(i) جینیاتی تغیر (Genetic Mutation):

جینیات کے مطابق، کسی جاندار کی شکل وصورت اور ساخت اس کے ڈی این اے میں موجود جینیاتی کوڈ سے طے ہوتی ہے۔[27] ایک ممکنہ مفروضہ یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے جینیاتی کوڈ میں فوری تبدیلی کر دی ہو، جس سے ان کی ظاہری صورت بندروں اور سوروں جیسی ہو گئی۔ سائنسی طور پر کسی جاندار کے جسمانی ڈھانچے میں فوری تبدیلی قدرتی قوانین کے تحت ممکن نہیں، لیکن یہ اللہ کے معجزے کے طور پر ہوا۔ اگر اس واقعے کو سائنس کے موجودہ علم کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کی جائے، تو یہ ممکن ہے کہ اللہ نے ایک خاص جینیاتی پروگرامنگ کے ذریعے یہ تبدیلی کی ہو۔ آج کل جینیاتی انجینئرنگ کے ذریعے جانداروں کے ڈی این اے میں تبدیلی کی جا سکتی ہے، لیکن یہ ایک طویل عمل ہے۔ اگر فوری تبدیلی ہو، تو یہ خالصتاً اللہ کی قدرت سے ممکن ہے۔

لڑکا اور لڑکی کی پیدائش کا میکانزم

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ[28]

اے محبوب! تم فرمادو: جو کوئی جبرئیل کا دشمن ہو (تو ہو) پس بیشک اس نے تو تمہارے دل پر اللہ کے حکم سے یہ اتارا ہے، جو اپنے سے پہلے موجود کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہے اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے۔

تفسیر ابن کثیر کی روایات:

اچھا اب ہم پوچھتے ہیں کہ عورت مرد کے پانی کی کیا کیفیت ہے؟ اور کیوں کبھی لڑکا پیدا ہوتا ہے اور کبھی لڑکی؟ آپ ﷺ نے فرمایا سنو مرد کا پانی گاڑھا اور سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی پتلا اور زردی مائل ہوتا ہے جو بھی غالب آجائے اسی کے مطابق پیدائش ہوتی ہے اور شبیہ بھی۔ جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آجائے تو حکم الٰہی سے اولاد نرینہ ہوتی ہے اور جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آجائے تو حکم الٰہی سے اولاد لڑکی ہوتی ہے تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں سچ بتاؤ میرا جواب صحیح ہے؟ سب نے قسم کھا کر کہا بیشک آپ ﷺ نے بجا ارشاد فرمایا۔[29]

جدید سائنسی تحقیق:

(i) جنس کے تعین کا عمل:

- جنس کا تعین **اسپرم** میں موجود کروموسومز کے ذریعے ہوتا ہے:
  - مرد کے اسپرم میں دو اقسام کے کروموسوم ہوتے ہیں: **X اور Y**۔
  - عورت کے بیضے میں صرف **X کروموسوم** ہوتا ہے۔
  - اگر مرد کا Y کروموسوم عورت کے X کروموسوم سے مل جائے، تو **لڑکا** (XY) پیدا ہوتا ہے۔
  - اگر مرد کا X کروموسوم عورت کے X کروموسوم سے مل جائے، تو **لڑکی** (XX) پیدا ہوتی ہے۔
- اس لحاظ سے جنس کا تعین مرد کے اسپرم کے ذریعے ہوتا ہے، اور "غلبہ" اس بات پر منحصر ہے کہ کون سا اسپرم (X یا Y) زیادہ کامیاب رہا۔[30]

(ii) پانی یا رطوبت کا کردار:

- عورت کے تولیدی نظام میں موجود سیال مادہ (vaginal and cervical fluid) اسپرم کی حرکت اور بقا یا پر اثر انداز ہوتا ہے۔
- اگر عورت کے جسم کا ماحول **تیزابی** (acidic) ہو، تو Y کروموسوم والے اسپرم زیادہ جلدی مر سکتے ہیں، جس سے لڑکی پیدا ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔
- اگر ماحول **الکلائن** (alkaline) ہو، تو Y کروموسوم والے اسپرم زیادہ فعال ہوتے ہیں، جس سے لڑکا پیدا ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔(31)

(iii) مشابہت (شبیہ) کا تعین:

- جدید سائنس کے مطابق، مشابہت والدین کے جینز (genes) پر منحصر ہے:
- اگر والدین میں کسی ایک کے جینیاتی خصائص زیادہ مضبوط ہوں (dominant genes)، تو بچہ اس سے مشابہ ہوتا ہے۔
- جینیاتی غلبہ (genetic dominance) بچے کی جسمانی، ذہنی اور دیگر خصوصیات پر اثر ڈال سکتا ہے۔

حدیث اور سائنسی تحقیق میں ہم آہنگی:

- "مرد یا عورت کے پانی کا غالب آنا" جینیاتی یا ماحولاتی عوامل کی ترجمانی کر سکتا ہے۔
- سائنس کے مطابق، تولیدی عمل میں اسپرم اور انڈے کے ملاپ کے دوران مرد اور عورت دونوں کے عوامل اثر انداز ہوتے ہیں۔
- قرآن و حدیث کے مطابق، جنس اور دیگر عوامل کا تعین اللہ کی مشیت سے ہوتا ہے، اور سائنس اس کے طریقہ کار کو واضح کرتی ہے۔

انسانی شخصیت میں دس فطری چیزیں

وَ اِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ-قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا-قَالَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ-قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ(32)

اور یاد کرو جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں کے ذریعے آزمایا تو اس نے انہیں پورا کر دیا (اللہ نے) فرمایا: میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔ (ابراہیم نے) عرض کی اور میری اولاد میں سے بھی۔ فرمایا: میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔

تفسیر ابن کثیر کی روایت:

صحیح مسلم شریف میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دس باتیں فطرت کی اور اصل دین کی ہیں مونچھیں کم کرنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی دینا، ناخن لینا، پوریان دھونی، بغل کے بال لینا، زیر ناف کے بال لینا، استنجاء کرنا راوی کہتا ہے میں دسویں بات بھول گیا شاید کلی کرنا تھی۔(33)

سائنسی تحقیق اور ممکنہ وضاحت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ ان دس فطری عادات کا تعلق صفائی، حفظانِ صحت، اور جسمانی و روحانی پاکیزگی سے ہے۔ جدید سائنسی تحقیق ان عادات کے فوائد کو ثابت کرتی ہے اور انہیں صحت مند طرزِ زندگی کے لیے ضروری قرار دیتی ہے۔ ان عادات پر سائنسی نقطہ نظر درج ذیل ہے:

1. مونچھیں کم کرنا:

- زیادہ بڑی مونچھیں کھانے یا مشروبات کے ساتھ جراثیم کو منتقل کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق، چہرے کے بالوں کو باقاعدہ تراشنا جراثیم کے پھیلاؤ کو کم کرتا ہے۔[34]

2. داڑھی بڑھانا:

- داڑھی جلد کو سورج کی مضر شعاعوں (UV rays) سے محفوظ رکھتی ہے۔ داڑھی چہرے کو گرد و غبار اور آلودگی سے بھی بچاتی ہے، خاص طور پر شہروں میں۔ ایک تحقیق کے مطابق، داڑھی رکھنے سے چہرے کی جلد جھریوں سے محفوظ رہ سکتی ہے۔

3. مسواک کرنا:

- ایک تحقیق کے مطابق جدید میڈیکل ریسرچرز نے بھی دانتوں اور مسوڑھوں کے لیے مسواک کے فوائد تسلیم کیے ہیں۔ مسواک میں قدرتی **اینٹی بیکٹیریل** خصوصیات ہوتی ہیں، جو دانتوں کو کیڑا لگنے اور مسوڑھوں کی سوزش سے بچاتی ہیں۔ مسواک کا مستقل استعمال سانس کی بو کو ختم کرنے میں مددگار ہے۔

4. ناک میں پانی ڈالنا:

- ناک صاف کرنا جراثیم، دھول، اور الرجی کے ذرات کو ختم کرتا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق، ناک دھونا سانس کی نالی کو صاف رکھتا ہے اور انفیکشن سے بچاتا ہے۔

5. ناخن لینا:

- ناخنوں کے نیچے گندگی اور جراثیم جمع ہو سکتے ہیں، جو مختلف بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق، ناخن کاٹنا اور صاف رکھنا ہاتھ دھونے کے بعد بھی بیماریوں کے پھیلاؤ کو کم کرتا ہے۔

6. پوریان دھونا:

- پسینہ اور نمی ان جگہوں پر جراثیم اور فنگس پیدا کر سکتے ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق پاؤں کے ان حصوں کو دھونے سے جلد کی بیماریوں، جیسے **Athlete's Foot** اور فنگل انفیکشن، سے بچا جا سکتا ہے۔

7. بغل کے بال لینا:

- بغل کے بال پسینہ جذب کرتے ہیں، جو بیکٹیریا کی افزائش کا باعث بنتے ہیں اور بدبو پیدا کرتے ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق ان بالوں کو صاف کرنا بغلوں کی صفائی اور انفیکشن سے بچاؤ کے لیے مفید ہے۔

8. زیر ناف کے بال لینا:

- زیر ناف کے بالوں کو صاف کرنا صفائی اور جلد کی بیماریوں، جیسے جلن اور فنگس، سے بچانے میں مددگار ہوتا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق، یہ عادت جلد کے انفیکشن اور بدبو سے بچاتی ہے۔

9. استنجاء کرنا:

- صفائی کے لیے پانی کا استعمال (استنجاء) جراثیم اور بیماریوں کے پھیلاؤ کو کم کرتا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق، استنجاء کی عادت آنتوں کی بیماریوں، پیشاب کی نالی کے انفیکشن، اور دیگر بیماریوں سے بچاؤ کے لیے مؤثر ہے۔

10. کلی کرنا (ممکنہ دسواں عمل):

- کلی کرنا دانتوں اور منہ کی صفائی کو بہتر بناتا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق، کلی کرنے سے منہ میں بیکٹیریا کم ہوتے ہیں اور دانتوں کی خرابیاں کم ہوتی ہیں۔

خلاصہ بحث:

اس اسائنمنٹ میں تفسیر ابن کثیر میں پہلے پارے کی ان آیات اور روایات کا مطالعہ کیا گیا ہے جو سائنسی نوعیت کے موضوعات سے متعلق ہیں۔ قرآن مجید کے اعجازِ علمی کو اجاگر کرنے کے لیے سورہ الفاتحہ اور سورہ البقرہ کی ابتدائی آیات پر امام ابن کثیر رحمہ اللہ کی تفسیر کو تفصیلی طور پر پیش کیا گیا۔ پہلے پارے میں تخلیق کائنات، زمین و آسمان کا نظام، نباتات اور پانی کی اہمیت، اور انسانی زندگی کے آغاز جیسے موضوعات زیرِ بحث آئے ہیں۔ امام ابن کثیر نے ان موضوعات کی وضاحت کے لیے قرآن وحدیث کے حوالے دیے اور ان کائناتی حقائق پر روشنی ڈالی جو موجودہ دور کی سائنسی تحقیقات سے ہم آہنگ نظر آتی ہیں۔

مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ قرآن مجید کے علمی مضامین جدید سائنسی نظریات کے لیے نہ صرف رہنمائی فراہم کرتے ہیں بلکہ تحقیق کے نئے دروازے بھی کھولتے ہیں۔ تفسیر ابن کثیر جیسے علمی ذخائر قرآنی آیات کی تفہیم کو مزید آسان بناتے ہیں اور یہ واضح کرتے ہیں کہ اسلامی علوم اور سائنس کے درمیان کوئی تضاد نہیں بلکہ گہرا تعلق موجود ہے۔

تجاویز:

1. **مزید تحقیق کی ضرورت:** قرآن مجید کی دیگر تفاسیر میں موجود سائنسی نوعیت کی روایات کا بھی مطالعہ کیا جائے تاکہ اسلامی علوم کے اس پہلو کو مزید وسیع کیا جا سکے۔
2. **بین المضامین مطالعہ:** سائنسی موضوعات پر قرآن مجید کی آیات کا تقابلی مطالعہ عصرِ حاضر کے سائنسی نظریات کے ساتھ کیا جائے۔
3. **تعلیمی نصاب میں شمولیت:** اسلامی مدارس اور جدید تعلیمی اداروں میں ایسے تحقیقی موضوعات کو شامل کیا جائے جو قرآن کے اعجازِ علمی کو اجاگر کریں۔
4. **تفسیر ابن کثیر کی جدید تشریح:** تفسیر ابن کثیر میں بیان کردہ روایات کی موجودہ سائنسی دریافتوں کے ساتھ وضاحت کر کے اسے جدید قارئین کے لیے مزید مفید بنایا جا سکتا ہے۔
5. **سائنسی و دینی مکالمے کو فروغ:** علماء اور سائنسدانوں کے درمیان مکالمے کا آغاز کیا جائے تاکہ قرآن کے سائنسی پہلوؤں کو مزید بہتر انداز میں سمجھا جا سکے۔
6. **عوامی شعور کی بیداری:** اسلامی تعلیمات کے اس سائنسی پہلو کو عام عوام تک پہنچانے کے لیے کتابچے، لیکچرز، اور دیگر ذرائع استعمال کیے جائیں۔

یہ تجاویز نہ صرف اسلامی علوم کے مطالعے کو مزید وسعت دیں گی بلکہ قرآن کے پیغام کو جدید دنیا میں ایک مؤثر اور جامع انداز میں پیش کرنے میں بھی مددگار ثابت ہوں گی۔

حوالہ جات

1 سورۃ البقرۃ:3

2 ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل بن عمر۔ تفسیر القرآن العظیم۔ ج:1۔ بیروت: دار الفکر، 1401ھ / 1981ء۔ سورۃ البقرۃ، آیت30

3 Jane Smith, "Spinal Muscles and Nerves: A Functional Overview," Journal of Anatomy Studies 45, no. 3 (2023): 345-360

4 ایضا

5 ابن منظور، محمد بن مکرم۔ لسان العرب۔ بیروت: دار التراث العربیہ، 1993۔ ج:13، ص:459

6 ابن منظور، محمد بن مکرم۔ لسان العرب۔ ج:01، ص:108

7 ابن منظور، محمد بن مکرم۔ لسان العرب۔ ج:08، ص:215

8 سورۃ البقرۃ:24

9 سورۃ الجن:15

10 ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل بن عمر۔ تفسیر القرآن العظیم۔ سورۃ البقرۃ، آیت24

11 سورۃ البقرۃ:29

12 ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل بن عمر۔ تفسیر القرآن العظیم۔ سورۃ البقرۃ، آیت29

13 دکتور محمد السید حسین الذھبي۔ التفسیر والمفسرون ۔مکتبہوھبہ، بیروت، سن:1398، ج:1، ص:113

14 ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل بن عمر۔ تفسیر القرآن العظیم۔ سورۃ البقرۃ، آیت29 مسلم بن الحجاج۔ صحیح مسلم۔ دار السلام، لاہور، سن:2000، حدیث نمبر2789

15 سورۃ الحج:47

16 سورۃ البقرۃ:30

17 ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل بن عمر۔ تفسیر القرآن العظیم۔ سورۃ البقرۃ، آیت30

18 سورۃ البقرۃ:74

19 سورۃ البقرۃ:50

20 سورۃ الشعراء:63

21 ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل بن عمر۔ تفسیر القرآن العظیم۔ سورۃ البقرۃ، آیت 50

22 Drews C, Han W (2010) Dynamics of Wind Setdown at Suez and the Eastern Nile Delta. PLoS ONE 5(8): e12481.

23 Bucaille, Maurice. The Bible, the Qur'an, and Science. Indianapolis: American Trust Publications, 1979, P:45.

24 سورہ یونس:92

25 سورۃ البقرۃ:65

26 ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل بن عمر۔ تفسیر القرآن العظیم۔ سورۃ البقرۃ، آیت 65

27 Álvarez, A. & Ritchey, T. (2015). "Applications of General Morphological Analysis: From Engineering Design to Policy Analysis", Acta Morphologica Generalis, Vol.4 No.1.Link

28 سورۃ البقرۃ:97

29 ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل بن عمر۔ تفسیر القرآن العظیم۔ سورۃ البقرۃ، آیت 97

30 Zalensky, A., and I. Zalenskaya. "Organization of chromosomes in spermatozoa: an additional layer of epigenetic information?." Biochemical Society Transactions 35, no. 3 (2007): 609-611.Link

31 Hawk, H. W. "Sperm survival and transport in the female reproductive tract." Journal of Dairy Science 66, no. 12 (1983): 2645-2660.Link

32 سورۃ البقرۃ:124

33 ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل بن عمر۔ تفسیر القرآن العظیم۔ سورۃ البقرۃ، آیت 124

صحیح مسلم:261

34 Aiello, Allison E., Elaine L. Larson, and Richard Sedlak. "Personal health bringing good hygiene home." American Journal of Infection C*ontrol* 36, no. 10 (2008): S152-S165.Link